

مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ
شیخ الحدیث جامعہ لاہور الاسلامیہ

دارالافتاء

’الصلوة خیر من النوم‘ فجر کی کس اذان میں؟

[فجر کی اذان وقت سے پہلے دی جاسکتی ہے؟]

سوال: اذان میں تشویب یعنی ’الصلوة خیر من النوم‘ کا فجر کی پہلی اذان میں کہا جانا سنت ہے یا دوسری اذان میں؟ ہفت روزہ ’الاعتصام‘ میں آپ نے اظہار فرمایا کہ کلمات تشویب اذان اول میں کہے جانے چاہئیں۔ اس پر میں نے اپنے اطمینان کے لئے آپ سے وضاحت چاہی تو آپ نے ’الاعتصام‘ مورخہ ۱۴/ اگست ۱۹۹۸ء میں بحوالہ روایات مزید وضاحت کر دی۔ میرا مقصد یہ تھا کہ سنت رسولؐ اور پھر تعامل صحابہؓ کا صحیح علم ہو سکے۔ اب ایک پرانا کتابچہ ’اذان محمدی‘ مصنفہ مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی (ناشر مکتبہ سعودیہ، حدیث منزل، کراچی نمبر ۱) نظر سے گذرا جس کے صفحہ ۱۵ پر مولانا موصوف رقم طراز ہیں کہ ”اذان سحری میں ’الصلوة خیر من النوم‘ نہیں کہا جائے گا (کیونکہ وہ اذان فجر کے ساتھ مخصوص ہے)۔ اور اذان فجر میں یہ مقولہ دوبار دہرایا جائے گا۔ گویا دوسری اذان صلوٰۃ الفجر میں ہی تشویب کا عمل قرار پایا۔ جیسا کہ ہندوپاک نیز سعودی عرب میں بھی رائج ہے۔ علما کی اس پر تنقید قبل ازیں ہماری شنید میں نہیں آئی۔

اب تحقیق طلب بات یہ ہے کہ اگر سنت رسولؐ اور قرون اولیٰ کے مطابق تشویب کا عمل اذان اول میں ہی رہا تھا تو پھر متاخرین میں دوسری اذان میں تشویب کا رواج کیسے پا گیا؟ ان کے پاس اس کے دفاع کی کیا دلیل ہے؟ اگر یہ کہا جائے کہ چونکہ کئی جگہوں پر ایک اذان صلوٰۃ الفجر ہی کہی جاتی ہے، اس لئے اس میں ہی تشویب کا رواج پا گیا تو پھر بھی یہ نبوی اذان میں اپنی طرف سے اضافہ ٹھہرے گا جسے بے نقاب کرنا علما کا فرض ہے ورنہ عوام اسی کو صحیح سنت سے تعبیر کریں گے۔ اس مسئلے کا حل فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(ڈاکٹر عبید الرحمن چوہدری، مصطفیٰ آباد، لاہور)

(۱) **الجواب بعون الوهاب** (از مولانا حافظ عبد القہار، کراچی منقول از صحیفہ الہمدیث، کراچی)

صورتِ مسئلہ میں واضح ہو کہ شرعاً الصلاة خیر من النوم صبح کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دو بار مؤذن کو کہنا چاہئے۔ مشروع و مسنون یہی ہے جس کے مفصل دلائل محولہ بالا فتویٰ میں بیان ہو چکے ہیں جو کثیر تعداد میں ہیں اور زیادہ صحیح و قوی ہیں۔ البتہ نسائی میں ابوسلیمان کی سند سے ابو محذورہ سے مروی ہے:

قال كنت أؤذن لرسول الله ﷺ كنت أقول في اذان الفجر الأول حي على الفلاح ”الصلاة خير من النوم“ الله اكبر ، الله اكبر ، لا اله الا الله ”فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے اذان دیتا تھا تو میں فجر اول کی اذان میں حي على الفلاح کہہ کر الصلاة خیر من النوم پھر اللہ اکبر ، ۱ اللہ اکبر لا إله الا الله کہتا تھا۔“ (ج ۱ ص ۷۵، مطبع رحیمہ، دہلی)

اس حدیث کو اگرچہ علامہ البانیؒ نے صحیح نسائی میں شمار کیا ہے، جبکہ ابو محذورہؒ کی بیت الحرام کے پاس اذان دینے والی حدیث اور ایک ایک حرف نبی ﷺ کے ابو محذورہؒ والی حدیث جس میں فجر کی اذان میں الصلاة خیر من النوم کہنے کا ذکر ہے، ان دونوں کو صحیح نسائی اور صحیح ابوداؤد میں شمار کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے، اور نسائی والی روایت فجر اول میں الصلاة خیر من النوم کہنے والی سند میں جسے ابو جعفر الفراء سے سفیان ثوری کی روایت سے امام نسائی نے ذکر کیا اور مراد لیا ہے، لیکن حقیقت میں وہ ابو جعفر الفراء نہیں ہے۔ اس طرح یہ مجہول العین کی روایت شمار ہوگی جو کہ ضعیف کہلاتی ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ والی حدیث قال: كان في الأذان الأول بعد الفلاح ، الصلاة خير من النوم ، الصلاة خير من النوم (اخرجه الطحاوی فی شرح معانی الآثار: ۹۵/۱، والبیہقی فی السنن الکبریٰ: ۴۲۳/۱، والدارقطنی فی سننہ: ۲۴۳/۱) کہ پہلی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دو بار الصلاة خیر من النوم کہا جاتا تھا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں فجر اول اور اذان اول کا جو ذکر آیا ہے،

اس سے مراد فجر کی حقیقی اذان ہے جو نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد دی جاتی ہے، وہ اذان مراد نہیں ہے جو حضرت بلالؓ صبح کی اذان سے چند منٹ پہلے دیا کرتے تھے، اور یہاں اوّل اُولیٰ کا لفظ اقامت کے مقابلہ میں بولا گیا ہے، چنانچہ امام نوویؒ تحریر فرماتے ہیں:

هذا نص على أن المراد من النداء الأول هو النداء الذي بعد دخول الوقت والنداء الأول هو بالنسبة إلى الإقامة (النووي: ٢٥٥/١)
 ”اس اذان اوّل سے وہی اذان مراد ہے کہ جو نماز کے وقت کے داخل ہونے کے بعد نماز کی طرف بلانے کے لئے دی جاتی ہے اور اسے اقامت کے مقابلے میں اذان اوّل کہہ دیا گیا ہے۔“^(۱)

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ رقم طراز ہیں:

بالأولى أى عن الاولى وهى متعلقه بسكت يقال سكت عن كذا إذا تركه، والمراد بالأولى الأذان الذى يؤذن به عند دخول الوقت، وهو أول باعتبار الإقامة، و ثان باعتبار الأذان الذى قبل الفجر وجاء هـ، التأنيث إمامن قبل مؤاخاته للإقامة أولأنه أراد المناداة أو الدعوة التامة، ويحتمل أن يكون صفة لمحذوف والتقدير إذا سكت عن المرة الأولى أو فى المرة الأولى

یعنی ”اولیٰ سے مراد وہ اذان ہے جو نماز فجر کا وقت شروع ہونے پر دی جاتی ہے۔ یہ اقامت کے مقابلے میں پہلی اذان اور فجر سے پہلے دی جانے والی اذان کے مقابلے میں دوسری اذان ہے۔ یہاں اولیٰ (صیغہ مؤنث) یا تو اقامت کے مقابلے میں بولا گیا ہے یا مناداة یا دعوة تامہ کے مقابلے میں اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں محذوف عبارت اس طرح ہو کہ جب مؤذن پہلی مرتبہ خاموش ہو جائے۔“ (فتح الباری: ۱۰۹، ۱۱۰)

گویا ’الاولیٰ‘ سے مراد وہ اذان ہے جو صبح کی نماز کے وقت کے داخل ہونے پر دی جاتی

(۱) یہ تاویل اس وقت صحیح ہے جب فجر کی صرف ایک اذان اور اقامت ہو تو واقعتاً ندائے اقامت سے پہلے ندائے اذان ہی پہلی پکار ہے لیکن جب فجر کی دو اذانیں دی جائیں تو پھر تین دفعہ کی پکار میں سے دوسری پکار فجر کی دوسری اذان ہوگی اور پہلی پکار فجر کی پہلی اذان جو صبح کاذب کے وقت دی جاتی ہے۔ جمہور علماء روایات کے اختلاف کے وقت پہلے جمع تطبیق کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ابتدا ہی سے تاویل شروع کر دی جائے تو مناسب نہیں ہوتا۔ تاویل معنوی ترجیح کی قسم شمار ہوتی ہے۔ اصولی طور پر جمع تطبیق، ترجیح سے مقدم ہے۔ فتی فہم علی تدبیر

ہے^(۲)، اس کی دلیل صریح حدیث میں مذکور ہے جسے حافظ ابن حجر نے حدیث عائشہؓ سے ذکر کیا اور جسے امام لیث مصریؒ نے روایت کیا ہے:

عن عائشہؓ قالت: صلی رسول اللہ ﷺ العشاء ثم صلی ثمان رکعات ورکعتین جالسا، ورکعتین بین ندائین ولم یکن یدعہما۔ وفي رواية الليث: ثم یمہل حتی یؤذن بالأولی من صلاة الصبح فیرکع رکعتین (فتح الباری: ۴۳، ۴۴)
 ”آپ ﷺ رات کی نماز (تہجد و تراویح) کے بعد دونوں اذانوں کے درمیان دو رکعت پڑھتے تھے (صبح سے پہلے کی سنت)..... دوسری روایت میں ہے کہ پھر کچھ دیر ٹھہرتے یہاں تک کہ مؤذن صبح کی پہلی اذان دیتے تو آپ دو رکعت (صبح سے پہلے کی سنت) ادا فرماتے تھے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ حدیث مذکورہ بالا میں الأول، اولی سے مراد صبح کی وہ اذان ہے جو فجر کا وقت شروع ہونے پر دی جاتی ہے نماز کی دعوت دینے کے لئے۔ اس سے مراد ہرگز وہ اذان نہیں ہے جو وقت فجر کے داخل ہونے سے پندرہ بیس منٹ قبل دی جاتی تھی کیونکہ نبی ﷺ فجر کے داخل ہونے سے پہلے کی اذان کے بعد دو رکعت (فجر کی سنت) نہیں پڑھتے تھے اور نہ دائیں کروٹ اس کے بعد لیٹتے تھے، بلکہ یہ دو گانہ اذان فجر کے بعد پڑھتے تھے اور اس کے

(۲) یہاں حافظ ابن حجرؒ کی عبارت کا مفہوم سمجھنے میں مفتی صحیفہ اہل حدیث کراچی غلطی کھا رہے ہیں کیونکہ یہاں حافظ ابن حجرؒ پہلی اذان کے دو مطلب بیان کر رہے ہیں: (۱) اقامت (تکبیر) کے اعتبار سے اذان فجر پہلی اذان ہے۔ (۲) نماز فجر کی دو اذانوں میں سے پہلی اذان (اگر فجر کی دو اذانیں کہی جائیں) لیکن یہاں مفتی صحیفہ صرف ایک مفہوم ہی مخصوص کر رہے ہیں جو فہم کا نقص ہے۔ دراصل مفتی صاحب کو اس بارے میں ہمارے ہاں ’اذانِ سحری‘ کے عوامی لفظ سے التباس پیدا ہوا ہے کہ شاید سحری کے کھانے پینے کے لیے جگانے کی غرض سے بھی کوئی اذان مسنون ہے، حالانکہ فجر کی اگر دو اذانیں کہیں جائیں تو دونوں اذانیں فجر کے لیے ہی ہوتی ہیں پہلی نماز فجر کی تیاری کے لیے وقت فجر سے پہلے فجر (صبح) کا ذب کے وقت اور دوسری اذان نماز فجر کے اعلان کی غرض سے یعنی سنت رسولؐ کے مطابق دونوں اذانیں نماز فجر سے متعلق ہی ہیں۔ ورنہ سحری کھانے کے لیے اگر اذان کہی بھی جاتی تو اس میں آلا صلوا فی الحال کی قسم کے کلمات حی علی الصلوٰۃ وغیرہ کی طرح کہے جاتے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہونی مفتی مولانا ابوالبرکات مع توشیح حضرت حافظ محمد گوندلویؒ نشر کردہ ہفت روزہ اہل حدیث، لاہور مجریہ ۴ دسمبر ۱۹۷۰ء (جلد ۱۸ شمارہ ۴۷) (محدث)

بعد دائیں کروٹ لیٹا کرتے تھے۔

چنانچہ حدیث عائشہؓ میں بالاولیٰ من صلاة الفجر اور بلالؓ کی روایت میں ویؤذن لصلاة الفجر اور انسؓ والی حدیث میں التثویب فی صلاة الغداة کے الفاظ بڑی زبردست دلیل ہیں کہ اولیٰ سے مراد وہ اذان ہے جو فجر کے وقت کے داخل ہونے پر دی جاتی ہے۔ لفظ ’من‘ بیانیہ ہے جو اس بات کا مکمل بیان ہے کہ اذان اول، مناداة اولیٰ سے مراد صبح کی اذان اور فجر کی اذان ہے۔ اس طرح علامہ شیخ البانیؒ، علامہ صنعائیؒ اور علامہ ابن رسلانؒ کی دلیل مرجوح قرار پاتی ہے کہ الصلاة خیر من النوم نماز فجر کے وقت کے داخل ہونے سے پہلے کی اذان میں کہنا چاہئے۔ اس طرح ان حضرات کا یہ قول شاذ سمجھا جائے اور یہ قول کہ اذان فجر میں الصلاة خیر من النوم کہنا بدعت ہے، اس سے بھی زیادہ شاذ اور عجیب بات ہے۔

یاد رہے کہ اذان کا اطلاق، اقامت و تکبیر کے لئے متعدد احادیث میں ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ بیان کرتے ہیں:

قال النبی ﷺ: بین کل أذانین صلاة، ثم قال فی الثالثة لمن شاء (متفق علیہ) ”ارشاد نبویؐ ہے کہ دو اذانوں کے درمیان نماز (نفل) مشروع و مسنون ہے۔ پھر تیسری بار فرمایا کہ یہ مستحب ہے جو چاہے پڑھ لے اور جو نہ پڑھے، کوئی حرج کی بات نہیں۔“

اس طرح حضرت عائشہؓ والی سابقہ حدیث میں ”ورکعتین بین الندائین“ اور دونوں اذانوں کے درمیان دو رکعت (صبح کی سنت) ادا فرماتے تھے، سے مراد متفقہ طور پر دو اذانوں سے مراد اذان اور اقامت ہے۔ اس میں کسی کا کوئی قابل ذکر اختلاف موجود نہیں ہے۔

علامہ خطابیؒ تحریر فرماتے ہیں:

”أراد بالاذنان: الأذان والإقامة حمل أحد الاسمين على الآخر كقولهم الأسودان: التمر والماء إنما الأسود أحدهما، وكقولهم سيرة العمرين، يريدون أبا بكر وعمر ويحتمل أن يكون الاسم لكل واحد منهما حقيقة، لأن الأذان في اللغة الاعلام، فالأذان إعلام بحضور الوقت، والإقامة أذان بفعل الصلاة (معالم السنن وشرح السنن للبغوی)

”اذانین سے مراد اذان اور اقامت ہے۔ دونوں کو ’اذانین‘ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ایک کو دوسرے پر محمول کر دیا گیا ہے جس طرح کھجور اور پانی دونوں پر ’اسودین‘ کا لفظ بول دیا جاتا ہے حالانکہ اسود (سیاہ) ان میں سے صرف ایک ہے۔ اسی طرح سیرتِ عمرین سے البوکھریٰ اور عمر کی سیرت مراد ہوتی ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اذان اور اقامت دونوں کے لئے حقیقی طور پر یہ لفظ ’اذانین‘ بولا گیا ہو کیونکہ اذان کا لغوی معنی اطلاع دینا ہے۔ لہذا اذان (نماز کا) وقت ہو جانے کی اطلاع ہے اور اقامت نماز (کھڑی ہونے) کے وقت کی اطلاع ہے۔“

امام نوویؒ فرماتے ہیں: ”المراد بالاذانین: الأذان والإقامة“ (شرح مسلم: ۱/۲۷۸) ”اذانین سے مراد اذان اور اقامت ہے۔“

حافظ ابن حجرؒ تحریر فرماتے ہیں:

أى أذان وإقامة وتوارد الشراح على أن هذا من باب التغليب كقولهم القمرين للشمس والقمر ويحتمل أن يكون أطلق على الإقامة أذان لأنها إعلام بحضور فعل الصلاة، كما أن الأذان إعلام بدخول الوقت (فتح الباری: ۲/۱۰۷) ”جس طرح چاند سورج دونوں کے لئے قمرین (دو چاند) غالباً کہہ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اذان و اقامت کے لئے بھی اذانین (دو اذانیں) استعمال ہو گیا ہے اور اقامت پر اذان کا اطلاق اس طرح درست ہے کہ وہ عمل نماز کے شروع ہونے کی اطلاع ہوتی ہے، جس طرح اذان، نماز کے وقت کے داخل ہو جانے کی اطلاع ہوتی ہے۔“

سنن نسائی پر عربی حاشیہ علامہ شیخ عطاء اللہ بھوجیائیؒ نے تحریر فرمایا ہے، جس میں انہوں نے بھی مختلف فیہ حدیث ابی محذورہؓ میں اذان اول سے مراد فجر کے داخل ہو جانے پر صبح کی جواذان دی جاتی ہے، وہی مراد لی ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

مزید تفصیل کے لئے علامہ شیخ عبدالعزیز نورستانی کی کتاب الإعلان مطالعہ فرمائیں۔

(۲) الجواب بعون الوهاب از حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ

اصل بات یہ ہے کہ صبح کی ایک اذان دینے کی صورت میں کلمہ الصلاة خير من النوم اسی اذان میں کہنے کے بارے میں ہی وارد ہوا ہے، مطلق احادیث میں اسی بات کا بیان ہے۔

اختلاف اس صورت میں ہے کہ صبح کی دو اذانوں کی صورت میں یہ کلمہ کون سی اذان میں کہا جائے؟ صحیفہ الہمدیث کراچی کے مفتیان کرام نے اپنے دعویٰ کے اثبات میں جتنے دلائل پیش کئے ہیں، وہ سب عمومی ہیں، ان سے مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ محل نزاع میں بطور نص روایت مطلوب ہے جو یہاں مفقود ہے۔ پھر ان حضرات اہل علم و فضل نے سارا زور اس بات پر صرف کیا ہے کہ پہلی اذان سحری کی اذان ہے۔ حالانکہ کسی روایت میں سحری کی اذان کے سرے سے الفاظ ہی نہیں^(۳) امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں بلالی اذان پر بایں الفاظ تبویب قائم کی ہے: باب الأذان قبل الفجر یعنی فجر سے پہلے اذان کا کیا حکم ہے، مسنون ہے یا غیر مسنون؟ مشروعیت کی صورت میں یہ دوسری اذان سے کفایت کر سکتی ہے یا نہیں؟ (فتح الباری: ۱۰۴/۲)

ائمہ کرام کا بھی اس بارے میں اختلاف ہے کہ (وقت فجر سے قبل) پہلی اذان دوسری اذان کی جگہ کافی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر یہ اذان سحری یا تہجد کی ہے جس طرح کہ موصوفین کا زعم ہے تو پھر اس اختلاف کا کیا مطلب؟

دراصل اس اذان کا تعلق بھی من وجہ فجر سے ہے، اس لئے ائمہ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ پھر ان حضرات کا یہ دعویٰ کہ صبح صادق کی اذان زیادہ تر حضرت بلالؓ ہی دیا کرتے تھے۔ بلا دلیل اور نصوص صحیحہ کے خلاف ہے۔ مفتی صحیفہ نے حافظ ابن حجر کی متعارض روایات میں بعض احتمالی توجیہات کا سہارا لے کر یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے اور حافظ موصوف کی فیصلہ کن بات جو ان کے مخالف تھی، اس کو چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں: ثم فی النحر الآخر ابن أمّ مکتوم

(۳) ’سحری کی اذان‘ کے عوامی الفاظ برصغیر پاک و ہند کے عوام میں مشہور ہو گئے ہیں جو غلط فہمی کا باعث بن رہے ہیں ورنہ شرع میں سحری کھانے کے لیے مسنون کلمات اذان کا استعمال نہ کہیں احادیث میں آیا ہے اور نہ ہی یہ معقول امر ہے کیونکہ اگر بارش کی وجہ سے نماز باجماعت مشکل ہو رہی ہو تو کلمات اذان میں بھی تبدیلی کر دی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے: أَلَا صَلُّوا فِي الرَّحَالِ یعنی نماز باجماعت کے لیے آنے کی بجائے اپنے ڈیروں پر ہی نماز ادا کر لی جائے۔ مراد یہ ہے کہ شریعت مقاصد کے مطابق ہی بلاتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ مقصد تو سحری کھانا ہو لیکن دہائی حییٰ عَلَی الصَّلٰوةِ (نماز کی طرف آؤ) کی جائے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ماہنامہ

(محدث)

محدث، لاہور مجریہ نومبر ۱۹۷۱ء / رمضان ۱۳۹۱ھ، جلد ۱ / عدد ۱۲)

لضعفه وוכל به من یراعی الفجر واستقر اذان بلال بلیل (فتح الباری
(۱۰۳/۲)

”پھر آخری امر میں رسول اللہ ﷺ نے ابن امّ مکتوم کی اذان کو ان کے ضعف کی وجہ سے مؤخر کر دیا اور ان کے ساتھ نگہبان مقرر کر دیا جو ان کو طلوع فجر سے آگاہ کرے اور بلالؓ کی اذان مستقل طور پر رات کو مقرر ہوگئی۔“

عون المعبود (۲۱۰/۱) میں ہے:

فإن الثابت عن بلال أنه كان في آخر أيام رسول الله ﷺ يؤذن بليل ثم يؤذن بعده ابن أم مكتوم مع الفجر
یعنی ”حضرت بلالؓ سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی ﷺ کی زندگی کے اخیر میں وہ رات کو اذان دے دیتے تھے پھر ان کے بعد ابن امّ مکتوم فجر کی اذان دیا کرتے تھے۔“
نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

وثبت عنه ﷺ أنه قال إن بلالا يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى يؤذن ابن أم مكتوم
”بلال رات کو اذان دیتا ہے پس تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن امّ مکتوم اذان دے۔“

واضح ہو کہ شرع میں کھانے پینے کے لئے کسی اذان کا کوئی وجود نہیں، بلالی اذان میں کھانے پینے کا لفظ محض اشتباہ دور کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے کہ یہ اذان کھانے پینے سے روکنے والی نہیں بلکہ وہ ابن امّ مکتوم کی اذان ہے۔ اس پر یہی نتیجہ یوں باب قائم کیا ہے:

باب اذان الأعمى إذا اذن بصير قبله أو أخبره لوقت

محل بحث میں نصوص صریحہ واضحہ کو ترک کر کے عموماً سے استناد لینا ماہرین کے قواعد و ضوابط کے خلاف ہے اور بلاوجہ تاویلات کا دروازہ کھولنا ایک غلط انداز ہے۔ ہاں البتہ اقتضائی صورت میں اس کا کوئی حرج نہیں کہ اذان کا اطلاق تکبیر پر ہو۔ تاہم مقام گفتگو میں اس کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ شرع میں فجر کی مستقلاً دو اذانیں ہیں جبکہ دوسری طرف متعدد روایات میں پہلی اذان کی تصریح بھی موجود ہے۔ چنانچہ سبل السلام (۴۶۲) میں بحوالہ نسائی ہے: الصلاة خیر من النوم، الصلاة خیر من النوم في الاذان الأولى من الصبح اس سے مطلق روایات مقید ہو جاتی ہیں۔ ابن رسلان نے کہا کہ اس روایت کو ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے۔

تھویب (الصلاة خیر من النوم) فجر کی پہلی اذان میں ہے کیونکہ یہ سونے والے کو بیدار کرنے کے لئے ہے۔ دوسری اذان نماز کے دخول وقت کا اعلان اور نماز کی طرف دعوت کے لئے ہے۔ اور نسائی کی سنن کبریٰ (اور صغریٰ) میں ابو مخزومہ کا بیان ہے کنت أؤذن رسول الله ﷺ فكنت أقول فى اذان الفجر الاوّل حى على الصلاة حى على الفلاح، الصلاة خیر من النوم، الصلاة خیر من النوم۔ ابن حزم نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ البانی نے بھی اس پر صحت کا حکم لگایا ہے اور صحیح ابی داؤد میں جملہ طرق اور شواہد کی بنا پر اس کو صحیح قرار دیا۔ ہے یہ کتاب چند ماہ قبل کویت سے پہلی مرتبہ طبع ہوئی ہے۔ بلا تحقیق حدیث ہذا کو ضعیف قرار دینا درست نہیں۔

اس طرح سنن کبریٰ بیہقی میں ابو مخزومہ کی حدیث میں ہے: أنه كان يثوب في الاذان الاول من الصبح بامره ﷺ ”ابو مخزومہ صبح کی پہلی اذان میں نبی ﷺ کے حکم سے الصلاة خیر من النوم کہا کرتے تھے۔

مشکوٰۃ میں بحوالہ ابوداؤد الفاظ یوں ہیں: فإن كان صلاة الصبح قلت الصلاة خیر من النوم۔ اگر صبح کی نماز ہو تو الصلاة خیر من النوم کہا کرو۔ حواشی مشکوٰۃ میں اس پر علامہ البانی رقم طراز ہیں: وذلك فى الاذان الاول للصبح كما فى رواية أخرى لابی داود ”یہ کلمہ صبح کی پہلی اذان میں کہا جائے گا جس طرح کہ ابوداؤد کی دوسری روایت میں ہے۔“ (حدیث رقم ۶۴۳)

نیز حدیث ابو مخزومہ میں ہے: إن النبى ﷺ علمه فى الاذان الاول من الصبح الصلاة خیر من النوم أخرجه الطحاوي ”نبی ﷺ نے ابو مخزومہ کو تعلیم دی کہ صبح کی پہلی اذان میں الصلاة خیر من النوم کہا کرے“..... اور ابن عمر کی روایت میں ہے کان فى الاذان الاول بعد الفلاح الصلاة خیر من النوم (أخرجه الطحاوي: ۳۰۱/۱ والبيهقي ۴۲۲/۱) ”پہلی اذان میں علی الفلاح کے بعد الصلاة خیر من النوم کہا جاتا تھا۔“

مذکورہ جملہ دلائل میں اس امر کی تصریح ہے کہ الصلاة خیر من النوم صبح کی پہلی اذان میں کہا جائے۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ جہاں صبح کی پہلی اذان کا اہتمام نہ ہو، وہاں یہ کلمہ دوسری اذان

میں کہا جائے، اس صورت میں عمومی احادیث پر عمل ہوگا اور یہ فعل ’احداث فی الاذان‘ کے زمرہ میں داخل نہیں ہوگا اور کلمہ الصلاة خیر من النوم بھی اس بات کا متقاضی ہے۔ دونوں اذانوں میں قدر مشترک چونکہ صبح کی نماز کے لئے بیدار کرنا ہے سو وہ حاصل ہے اور اس لئے بھی کہ اصل دوسری اذان ہے پہلی کا اضافہ مخصوص اغراض کے پیش نظر ہوا۔ اسی اصلی ترتیب کی بنا پر امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں باب الاذان بعد الفجر کا عنوان پہلے قائم کیا ہے۔ پھر باب الاذان قبل الفجر کی تبویب ذکر کی ہے۔

یہ اس طرح سمجھیں کہ مسافر پر جمعہ نہیں، اگر وہ مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر پڑھنا چاہے تو اس کی اجازت ہے اور جمعہ فوت ہونے کی صورت میں ظہر بہر صورت پڑھنی پڑتی ہے، اس طرح کلمہ الصلاة خیر النوم پہلی اذان کے عدم کی صورت میں دوسری اذان کی طرف منتقل ہو جائے گا..... تاہم جن اصحاب علم کا نکتہ نظریہ ہے کہ یہ حکم پہلی اذان کے ساتھ ہی مخصوص ہے خواہ فجر کی ایک اذان ہی کہی جائے۔ مذکورہ علل اور وجوہات کی بنا پر میرے نزدیک یہ مسلک مرجوح ہے۔ آخر میں محترم ڈاکٹر صاحب کو میرا مشورہ ہے جب کسی مسئلہ میں بحث کی صورت میں طوالت نظر آئے تو بذات خود موضوع سے متعلقہ کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اور اشکالات کی صورت میں پختہ کار علما سے رہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔

مجلس عمل کی قیادت نے صوبہ سرحد میں حکومت بنانے کے بعد مفتی غلام الرحمن صاحب کی سربراہی میں ۲۱/۲۱ رکنی ’نفاذ شریعت کونسل‘ تشکیل دی جس نے مختصر عرصے میں اپنی سفارشات حکومت سرحد کے حوالہ کر دیں، جو کابینہ کی منظوری کے بعد اسمبلی میں پیش ہونے والی ہے۔ انہی سفارشات کو ماہنامہ العصر ’نفاذ شریعت نمبر‘ کی صورت میں ۲۰۰ صفحات میں شائع کر دیا ہے۔ قیمت ۷۵ روپے ماہنامہ العصر: پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹ جی پی او پشاور صدر

خوشخبری: اسلامک ویلفیئر فاؤنڈیشن پاکستان کے زیر اہتمام ماہنامہ اسلامک فاؤنڈیشن کا باقاعدہ اجرا کر دیا گیا ہے جس میں قرآن و سنت پر مضامین، شہدائے یادیں، خواتین کے لئے معلومات اور دیگر معلومات شامل ہوں گی۔ باقاعدگی سے ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ کو اشاعت۔ ۴ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔ ’بلا قیمت‘ حافظ ہشام الہی ظہیر: سیکرٹری جنرل فاؤنڈیشن، حسن پلازہ اردو بازار لاہور، فون: 7242850

ماہنامہ القاسم نوشہرہ مولانا سید سلیمان ندویؒ پر ۵۰۰ صفحات میں عنقریب اشاعت خاص پیش کر رہا ہے۔ قیمت بچے